ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.4,Issue No.2(2022)
(July to December)

پنجاب کی زبانیں متنوع لہجوں کے تناظر میں

Languages of Punjab in the Context of Diverse Accents

ڈاکٹر عظمیٰ بشیر
وزٹنگ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract:

Languages of Punjab have multifarious accents. Humans are related to language since the origin of this universe. Language is basically structured system of communication used by humans, consisting of sounds, syllables and gestures. Philosophers and literary scholars define language in multiple ways. Punjabi language is Indo-Aryan native language of Indian and Pakistani Punjab. Its Etymology is derived from, the word PUNJAB, a land of five rivers. Punjabi language developed from Sanskrit to Prakrit and then into Paishachi and Pali. It was lexically influenced by different cultures. It has many dialects such as Majhi, Multani, Shahpuri, dhani, pothohari, chachhi, saraiki, malwai, pothohari and many others. Its phonology is very deep rooted and emerged with historical perspectives. Its script is Gurmukhi in India and Shah Makhi in Pakistan. Punjabi language has literary history with cultural spheres.

Key Words: Punjab, Indo-Aryan, Sanskrit, Prakrit, phonology, heritage

انسان اور زبان کا رشتہ بے حد پُرانا ہے، اُس وقت سے جب سے انسان کو تخلیق کیا گیا۔ وہ زبان ہی ہو گی جس میں پہلی مرتبہ حضرت آدمؑ نے حضرت حوّاؑ سے کلام کیا۔ گنتی کے چند الفاظ جنت خوبصورت تھی، ہر سامان زندگی وافر، کسی سعی کی ضرورت ہی نہ تھی تو دونوں کچھ تو باتیں کرتے ہوں گے۔ چند الفاظ دنیا کی پہلی زبان قرآنِ مجید میں بھی ذکر ملتا ہے کہ خدا نے حضرت آدمؑ کو اشیاء اور چرند پرند کے نام سکھائے۔ گویا زبان کی اساس آسمان پر استوار ہوئی اور جب غلطی کی پاداش میں حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ زمین پر آئے تو کیا دنیا کی زبان اختیار کی ہو گی، ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

> "میں نے جب اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے مطالعہ کیا تو پایا کہ ہر علاقہ کے لوگوں نے اپنی ہی زبان کو جنت کی زبان بتایا۔ اس میں عربی، سریانی، عبرانی، فرانسیسی، وینش، سویڈش، ڈچ وغیرہ کے نام لیے گئے۔"(۱)

زبان سماجی ضرورت عمرانی رویوں کی مظہر ہے۔ انسان کو مطالب اظہار کے لیے زبان کی ہی ضرورت پڑتی ہے ورنہ وہ اپنا

مافی الضمیر بیان کرنے سے قاصر رہے۔ انسان واحد مخلوق ہے جو قوت گویائی سے نوازا گیا یعنی تخلیقِ آدم کے بعد سے پہلی انسانی سرگرمی زبان کا استعمال تھا۔ زبان سے انسانی خواہشات، جذبات، احساسات، ضروریات کی ترجمانی ہوئی۔

ہم زبان کو جس طرح بھی دیکھیں اس کی تعبیر، تشریح، توضیح کریں، زبان انسانی اور لسانی گروہوں کے درمیان ہے۔ انسان اپنے گرد و پیش سے ہی زبان سیکھتا ہے۔ جوں جوں معاشرہ وسیع ہوتا ہے میل جول ضروریات زندگی کے حصول کے لیے زبان استعمال ہوتی ہے۔ زبان ایک ایسا مشترکہ ورثہ ہے جو معاشرہ کے لیے ضروری ہے اور انسانی گروہ سے آئندہ نسلوں کو منتقل کرتا ہے۔ اظہار صوتی ابلاغ سے ہوتا ہے، اشاروں سے ترسیلِ خیالات تو ہو سکتا ہے لیکن یہ اشاراتی ابلاغ زبان نہیں ہے۔ معاشرے کے افراد جب ایک لفظ کو لگاتار استعمال کرتے ہیں تو وہ خاص معنی کے لیے استعمال ہونے لگتا ہے۔ وہ لفظ زبان کا جزو بن جاتا ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ الفاظ کی صوتی کیفیت اور متکلم کا لہجہ اس کے جغرافیائی خطے کا پتہ دیتا ہے۔ زبان نہ صرف بول چال میں استعمال ہوتی ہے بلکہ تحریری صورت میں بھی ترسیل خیالات کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔

مختلف جگہوں پر اس کی تعریف مختلف طریقے سے ملتی ہے۔ "نور اللغات" میں زبان کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے:

> "جیبھ۔ بول چال۔ روز مرہ
> وہ بول چال جس کے ذریعے انسان اپنے دل کی بات ظاہر کر سکے۔"(۲)

بابائے اُردو مولوی عبدالحق "اُردو انگریزی لغت" میں درج ذیل تعریف کرتے ہیں:

زبان "Zuban: Tongue, Language, way of expression, promise, flame, sward.(P)"(3)

"جامع اللغات" میں زبان کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

> "زبان: گوشت کا سرخ ٹکڑا جو منہ میں ہوتا ہے۔ اس میں قوت ذائقہ ہوتی ہے اور انسان اس کے ذریعے بولتا ہے۔ جیبھ۔ لسان، بولی: جس سے انسان اپنے خیالات، اپنے جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ بول چال، روز مرہ۔"(۴)

یعنی زبان آوازوں کا مجموعہ بنیادی طور پر بول چال اور تحریر اس کا روپ اور یہ تغیر پذیر بھی ہے۔ وہ زبان زندہ ہے جسے بولنے والوں کا وسیع حلقہ ہے۔ دنیا میں تقریباً سات ہزار زندہ زبانیں موجود ہیں۔ وہ زبان مردہ ہے جسے بولنے والا کوئی حلقہ موجود نہیں۔ "رگ وید" کی زبان کو سب سے قدیم زبان کہا جاتا ہے۔

پنجابی صوبہ پنجاب میں بولی جانے والی علاقائی زبان ہے جو مختلف وقتوں میں مختلف ناموں سے پکاری جاتی رہی۔ کسی بھی زندہ زبان کا تشکیلی سفر صدیوں پر محیط ہوتا ہے۔ ہر زبان دوسری زبانوں کے اثرات قبول کرتی ہے یہی اثر و نفوذ کا عمل پنجابی زبان میں بھی

نظر آتا ہے جو اپنے اندر بہت سی قدیم زبانوں کے الفاظ سموئے ہوئے ہے۔ معمولی اختلاف کے ساتھ پنجابی پورے پنجاب میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ پنجابی زبان کی ابتداء کے دو نظریات سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ پنجابی زبان آریائی لسانی گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسرے نظریے کے مطابق پنجابی غیر آریائی یعنی دراوڑی قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے جس میں منڈا قبیلے کا کنبہ بھی شامل ہے۔

پہلے نظریے کا تعلق مغربی محققین کی تحقیق سے ہے کہ جب آریاء پنجاب میں وارد ہوئے تو آریائی تہذیب کے ساتھ سنسکرت زبان کو فروغ حاصل ہوا اور سنسکرت سے پراکرت بنی۔ پراکرت سے اُپ بھرنش اور اُپ بھرنش سے پنجابی نکلی۔

جدید تحقیق ایسے الفاظ کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو چکی ہے جو اس وقت کی بولیوں کے دراوڑی خاندان میں بولے جاتے تھے۔ چنانچہ اب یہ نظریہ مستحکم ہوتا جارہا ہے کہ پنجابی کا تعلق ان پراکرتوں سے ہے جو آریاء کی آمد سے قبل یہاں بولی جاتی تھیں۔

ماہرینِ لسانیات دوسرے نظریے کے حامی ہیں۔ وہ پنجابی زبان کو آریاء کی آمد سے بھی قبل کا بتاتے ہیں۔ تاریخی حقائق بتاتے ہیں کہ آریاؤں کی آمد سے پہلے دراوڑ اور منڈا قبائل آباد تھے۔ منڈا پنجاب کے قدیم قبائل اور دراوڑ باہر سے آئے تھے اور باہر سے آنے والوں نے بھی منڈا زبان پر ضرور اثرات کیے ہوں گے۔ ہڑپہ وادی میں بولی جانے والی زبان پنجاب کی قدیم زبان تھی جس پر منڈا اور دراوڑی اثرات مرتب ہوئے۔

آریاء معاشی ضروریات کے تحت پنجاب میں داخل ہوئے تھے۔ ان کا واسطہ دراوڑی قبائل سے ہی پڑا۔ چنانچہ آریاؤں کی زبان پر دراوڑی یعنی قدیم پنجابی زبان نے گہرے اثرات مرتب کیے۔ اسی دور میں ہمیں سنسکرت کی گرائمر وغیرہ بھی ملتی ہے جو آریاؤ نے لکھی۔ اس وقت جب آریاء نے سنسکرت کو مقامی لوگوں کے اثرات سے بچانا چاہا۔ اس طرح سنسکرت مخصوص طبقے میں بولی جانے لگی۔ زیریں طبقے کے لوگ پراکرتیں استعمال کرتے تھے۔ انھی مقامی پراکرتوں میں بدھ مت کی تبلیغی زبان پالی نے جنم لیا اور بعد ازاں اپ بھرنش سے پنجابی ورود ہوئی۔ محققین کے نزدیک 1000ء میں سندھی، مرہٹی، گجراتی، پنجابی اور دیگر زبانوں نے الگ الگ شکلیں اختیار کرنا شروع کیں۔

گوتم بدھ کے زمانے میں "پالی" مقبول زبان نظر آتی ہے۔ پشاچی بھی مقبول زبان تھی جو پالی کی ایک شاخ تھی۔ پشاچی کو پنجاب کی زبان کہا جانے لگا جو بعد میں اُپ بھرنش بنی اور اُپ بھرنش سے پنجابی نکلی یعنی پنجابی نے اپنا نام "پنجابی" اپنے وجود میں آنے کے بہت بعد اختیار کیا۔ مسعود سعد سلمان لکھتے ہیں:

> "گیارہویں صدی عیسوی میں جو زبان ہندی یا ہندوی بعد میں زبان جٹاں پنجاب "جٹکی" وغیرہ کہلائی وہ پنجابی زبان ہی تھی۔"(۵)

پنجاب کی باروں، دور دراز علاقوں، صحراؤں، تھل، چولستان کے قدیم باشندوں کی لسان میں آج بھی قدیم لہجہ نظر آتا ہے

جو شہری آبادیوں میں متروک ہو چکا ہے۔ لسانی تجزیہ بتاتا ہے کہ زبان میں قدیم ہڑپائی لہجہ مروّج ہے لیکن دوسری زبانوں کی طرح فاصلوں کے بڑھنے، حالات کی تبدیلی، جغرافیائی تبدیلی، انسان ترقی کی وجہ سے پنجاب کے علاقوں کی زبان اور لب و لہجے میں ضروریات کے تحت لفاظی تبدیلی رونما ہوئی جس سے پنجابی زبان کے مقامی لہجوں نے جنم لیا۔

ہر زبان کے مختلف لہجے ہوتے ہیں لیکن ایک بنیادی لہجہ بھی ہوتا ہے جو زبان کو معیاری زبان کا درجہ دیتا ہے۔ مشہور کہاوت ہے کہ "زبان ہر بارہ کوس پر تبدیلی ہوتی ہے"۔ یہ کہاوت پنجابی زبان پر بھی صادق نظر آتی ہے۔ لہجوں کے اختلاف کے باوجود بھی زبان وحدت متاثر نہیں ہوتی اور لہجوں کا اختلاف دنیا کی ہر زبان میں پایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ ایک دوسرے کی زبان کو سمجھ لیتے ہیں کیوں کہ لہجے اور الفاظ کے اختلاف کے باوجود زبان ایک ہی ہوتی ہے۔ بعض جگہوں پر زبان بولیوں کی شکل بھی اختیار کر لیتی ہے۔ پنجاب کی زبان پنجابی کے علاقائی لہجے یا بولیوں کی اضلاع وار ترتیب:

'ن' پر زیادہ زور دیا جاتا ہے: اوہ تینوں مارنا چاہندا سی، جاواں گا، آواں گا، ادبی روپ میں ملتی ہے۔

ماجھی: پنجابی زبان کا مرکزی یا معیاری لہجہ ہے جو مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب دونوں حصوں میں بولا جاتا ہے۔ ماجھا دریائے راوی اور بیاس کے درمیانی علاقے کو کہا جاتا تھا۔ اس میں گورداسپور، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، قصور، گجرات اور شیخوپورہ تک کا علاقہ شامل ہے۔ پنجاب میں اس علاقے کو شروع ہی سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ لاہور علم و ادب کا مرکز تصور کیا جاتا ہے۔ تجارت کا مرکز ہونے کی وجہ سے اس کا رابطہ دوسرے صوبوں سے بھی ہے۔ چنانچہ اس بولی کو ایک معیاری یا ٹکسالی زبان کا درجہ حاصل ہوا۔ اس میں تمام بولیوں کا اثر موجود ہے۔ یہ تقریباً پنجاب کے ہر علاقے میں سمجھی جاتی ہے۔ مسلمان، سکھ، ہندو شاعروں، ادیبوں نے اسی زبان کو اظہار کا وسیلہ بنایا۔ پنجابی ادب کا 85 فی صد حصہ اسی زبان میں تخلیق ہوا۔ بابا فرید شکر گنج ؒ (پاک پتن)، شاہ حسینؒ (لاہور)، سلطان باہوؒ (جھنگ)، علی حیدرؒ (ملتان)، شاہ مرادؒ (چکوال)، مولوی غلام رسولؒ (ہوشیار پور)، خواجہ فریدؒ (بہاولپور)، بلھے شاہؒ (قصور)، وارث شاہؒ (شیخوپورہ) اسی ٹکسالی زبان کو وسیلہ اظہار بنایا جسے پنجابی کہا جاتا ہے۔

۱۔ ملتانی: ملتان، مظفر گڑھ، خانیوال، وہاڑی، لودھراں کے کچھ حصے میانوالی اضلاع۔ اس بولی کا اثر پورے پنجاب پر بھی رہا۔

۲۔ ریاستی: رحیم یار خان، بہاولپور، بہاولنگر

۳۔ ڈیری، ڈیروی: ڈی جی خان، مظفر گڑھ

۴۔ جانگلو / جانگلی: باروں کا خاص لہجہ، ساہیوال، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، گجرات، پاکپتن، اوکاڑہ، وہاڑی کے اکثر اضلاع

۱۔ شاہ پوری: سرگودہا، میانوالی، جھنگ

۲۔ دھنی:　　جہلم، چکوال، اٹک، میانوالی

۳۔ پوٹھوہاری:　　راولپنڈی

۴۔ چھاچھی:　　اٹک، ہزارہ کے کچھ اضلاع

۵۔ پوربی (مشرقی) پنجابی: ان لہجوں کا تعلق بنیادی طور پر مشرقی یا ہندوستانی پنجاب سے ہے لیکن ان علاقوں کی مسلم اکثریت ہجرت کے بعد پنجاب (پاکستان) کے مختلف اضلاع میں آکر آباد ہوئی۔

۱۔ بھٹیائی (راٹھی): ریاست بہاولپور کے علاقے میں بولی جاتی ہے۔ پنجابی کے دا، دے، دی کی جگہ "را" کا استعمال ہوتا ہے۔ میرے تیرے کی جگہ میرو، تھارو بولا جاتا ہے۔

معار، بیکایز، گوڑ گاؤں، روہتک، ان علاقوں کے مسلمان پاکستان بننے کے بعد بہاولپور، بہاولنگر، ملتان، مظفر گڑھ اور قصور میں آباد ہوئے۔

۲۔ پوادھی: انبالہ، پٹیالہ، جنید

ان علاقوں سے مسلمان آکر آباد ہوئے، جھنگ، سرگودھا، میانوالی۔ اس میں الفاظ کو مختصر کر کے ملا کر بولتے ہیں تینوں کو (تنے)، مینوں کو (منے)، تھانوں کو (تھوڑا)۔

3۔ دوآبی: جالندھر، کپور تھلہہ، ہوشیار پور،

ان علاقوں کے مسلمان قیامِ پاکستان کے بعد آباد ہوئے، فیصل آباد، ساہیوال، شیخوپورہ، گوجرانوالہ،، لاہور۔ یہ مالوئی لہجہ سے ملتا ہے۔ واؤ کی جگہ "ب" بولی جاتی ہے جیسے وید کو بید، وہیڑہ کو بیڑہ (بٹیہرہ)۔

۴۔ مالوئی: یہاں کے لوگ ایک دوسرے کو بھائی بولتے ہیں۔ الفاظ کو کم کر کے ملا کر بولتے ہیں۔ تہاڈا کو تھوڑا، آکھیا کو مکھیا بولتے ہیں۔ "م" کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ لیاواں کو لیاماں، کھانواں کی کھاماں۔

فیروزپور، فرید کوٹ، مالیر کوٹلہ، لدھیانہ، پٹیالہ، مسلمان مغربی پنجاب سے آکر آباد ہوئے، ساہیوال، قصور، شیخوپورہ، لاہور، وہاڑی

۵۔ پہاڑی: اس کے چار لہجے ہیں:

(۱)　ماجھی کی ملاوٹ　　(۲)　کانگڑی　　(۳)　بھٹیالی

(۴)　شکر گڑھی ڈوگری میں آہے کی جگہ تھے،، وچوں کو وچا مینوں کو مکی بولتے ہیں۔

ڈوگڑی، جموں، گانگڑہ، پونچھ وغیرہ۔ ہجرت کے بعد آباد کاری ہوئی۔ مسلمانوں کی سیالکوٹ، گجرات، جہلم، میر پور، راولپنڈی، ہزارہ وغیرہ۔

علاقائی لہجے:　　مارگلہ، مری، اسلام آباد اور ٹیکسلا

پوٹھوہاری لہجہ:

یہ علاقہ پوٹھوہاری کی بولی ہے۔ پٹھ = پچھا، پستت: ہار = جیسا ماند، یعنی پست کی ماند۔ یہ سطح مرتفع پوٹھوہار بھی کہلاتا ہے۔ گوجر خان کا پورا علاقہ کلر سیداں، تحصیل راولپنڈی، اٹک اور چکوال کے کئی اضلاع محققین کے مطابق پوٹھوہاری، سنسکرت، پالی، آرامی، ساسانی، یونانی، پنجابی، عربی، فارسی کے ملاپ سے بنی۔ سرزمین پنجاب کا یہ حصہ بیرونی حملہ آوروں کے زیرِ تسلط بھی رہا۔ ان کے اثرات بھی اس کے لسان پر اثر انداز ہوئے۔ ان میں آریہ، یونانی، ایرانی، عرب اور دیگر اقوام شامل ہیں۔ یہ پنجاب کی قدیم ترین بولی بھی مانی جاتی ہے۔ گوجری اور پہاڑی بولیوں سے بھی قریبی روابط رکھتی ہے۔

> "اس میں 'مینوں' کو "مگھی"، 'تینوں کو "تگھی"، 'جائے گا' کو "جاسوسی"، اس میں 'گوں' کی جگہ "کی"، 'دی' کی جگہ "لی"، 'گ' کی جگہ "سی" اور "ساں" استعمال ہوتا ہے۔[۶]

> پوٹھوہاری میں لفظوں کی ادائیگی پنجابی کی دوسری بولیوں سے منفرد ہے۔ گرامر میں فعل کے ساتھ ضمیر کو ملا دیتے ہیں۔ جیسے 'اکھیاس' (اس نے کہا)، 'آکھیائے' ہم نے کہا ہے۔ پوٹھوہاری میں 'او' کی جگہ "اے" بولا جاتا ہے جیسے چوڑا کی بجائے "چیڑا"، 'سونا' کی جگہ "سینا"۔ پوٹھوہاری میں فعل سے پہلے یا بعض اوقات بعد میں لفظ "چا" کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے اس سے کہو (اُس آن چا آکھ)۔[۷]

جانگلی لہجہ:

پنجابی زبان کا سب سے قدیم لہجہ جانگلی کہلاتا ہے جو پنجاب کی پانچوں باروں میں بولا جاتا ہے۔ باروں کے رہنے والے قدیم باشندوں کا لہجہ یہ بھی تھا۔ ان باروں کو جنگل کہا جاتا تھا۔ اس میں جہلم سے لے کر ملتان تک اور قصور سے لے کر جھنگ تک تمام اضلاع شامل ہیں۔ انہی باروں میں بسنے والوں کی زبان جانگلی ہے۔ بے شک قبل تاریخ کے حالات اور واقعات تاریکی میں سہی جو قدیمی شواہد دستیاب ہیں۔ جب سکندر نے پنجاب پر یلغار کی تو مؤرخین انہی علاقوں کے لوگوں کی مزاحمت کا ذکر کرتے ہیں۔ ان اقوام میں کاٹھیا، سگلہ، ملہی جیسی اقوام تھیں اور یہ اقوام آج بھی باروں میں آباد ہیں اور اکثر محققین انھیں دراوڑ نسل قرار دیتے ہیں کیوں کہ تمام دراوڑی اور منڈا لسانی عناصر اس لہجہ میں موجود ہیں۔ اس لیے اسے قدیم پنجابی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جانگلی لہجے میں مستقبل کے لیے عموماً سی، ساں، سوں استعمال ہوتا ہے جیسے 'جاؤں گا' (جاساں)، 'کھائے گا (کھاسی)، 'کھاؤں گا' (کھاسوں)۔

ماضی کے صیغے کے لیے جانگلی لہجے میں سی، سے کے ساتھ "ہا" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جیسے سی (تھا)، ہاسی، ہاسے، اکثر اکیلا ہا ،ہی استعمال ہوتا ہے جیسے 'اس نے کھانا کھایا تھا' (اوہنے کھانا کھاداہا)۔ اس لہجے میں قدیم ہڑہالہ عنصر لہجے کی نمایاں خصوصیات کو جنم دیتا ہے۔

چھاچھی لہجہ:

علاقہ مچھ میں بولی جانے والی پنجاب کا لہجہ ہوتا ہے۔ اٹک کا علاقہ 'چچھ' کہلاتا ہے۔ چھاچھی قوم آباد ہے۔ یہ نام بیسویں صدی میں استعمال ہونے لگا۔ اس سے پہلے اسے ہندکی، ہندکو، یا پنجابی کہا جاتا تھا۔ اکثر لسانیات کے ماہرین اس کو بولی تسلیم کرتے ہیں۔ اس علاقہ کا ضلع اٹک کا علاقہ ہے۔ کچھ ہزارہ، حضرو اور غور عشتی کا علاقہ شامل ہے۔ اٹک میں چھاچھی کے علاوہ جنڈالی (کالا چٹا پہاڑ) کے جنوب مغرب میں تحصیل جنڈ کا لہجہ میں بھی بولی جاتی ہے۔ چھاچھی کے قرب و جوار میں ہندوکو، پوٹھوہاری بھی بولی جاتی ہیں۔ چھاچھی میں حرف اضافت نا، نی، نے استعمال ہوتا ہے۔ 'مٹی ناپیالہ' (مٹی کا پیالہ)، 'چاندی نی گھڑی' (چاندی کی گھڑی)۔

دھنی لہجہ:

چکوال کا علاقہ چکوال کو 'دھنی' کہا جاتا ہے۔ اس کی بولی دھنی کہلاتی ہے۔ پنجابی کے دوسرے لہجوں سے مختلف ہے۔ دھنی کے علاوہ دھنوچی بھی کہلاتی ہے جہاں علاقہ سون سکسیر ختم ہوتا ہے وہاں سے دھن شروع ہوتا ہے۔ اس میں تلہ گنگ اور فتح جنگ کا درمیانی علاقہ بھی شامل ہے۔

خاص نشانی اس لہجے کی "وت" (پھر، پَر) کا زیادہ استعمال ہے۔ بعض محققین اسے پوٹھوہار کی ذیلی بولی شمار کرتے ہیں۔ کلر کہار اور ڈھوک ٹاہلیاں تک تقریباً بولی کا لہجہ ایک ہی ہے۔ کوٹ چوہدریاں اور روپوال میں جا کر لہجہ بدل جاتا ہے۔ پوٹھوہاری لہجہ کا اثر بھی نظر آتا ہے۔ دریائے سوان کی نسبت سے لاکھوں سال پرانی تہذیب کا گہوارہ تھے۔

آر جی لنتھیم اپنی کتاب "Enthnology of India" میں لکھتے ہیں:

> "سندھی زبان کی کئی بولیاں اور پڑ بولیاں ہیں۔ ہر بولی اور پڑ بولی پر ہمسایہ علاقے کی زبان کا کافی اثر ہے۔ چنانچہ شمالی سندھ کے علاقے کی سرائیکی میں جٹکی بولی کے بہت سے الفاظ شامل ہیں۔ گجراتی بولی کے عناصر بھی شامل ہیں۔"(۸)

سرائیکی بولنے والے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ تین لہجے مشہور ہیں: ڈیرہ غازی خان میں "ڈیروی"، بہاولپور میں "ریاستی" اور ملتان میں "ملتانی"۔

صوبہ سندھ کا جو علاقہ سیہون شریف کے جنوب کی جانب ہے اسے "سرو" کا علاقہ کہتے ہیں اس کی بولی سرائیکی ہے۔

سرائیکی سے پہلے بلوچی قبیلوں کی زبان کو "ہندکی" یا "جٹکی" کہا جاتا تھا۔ بیسویں صدی میں سرائیکی نام دیا گیا۔

سرائیکی لہجہ:

ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور ڈویژنوں کے لہجے زبان کے لیے سرائیکی کا نام دیا جاتا ہے۔ ستر کی دہائی میں اسے ملتانی کہا جاتا تھا۔ اسے بعد میں سرائیکی کا نام دیا گیا۔ مختلف علاقوں میں مختلف وقتوں میں اس کے مختلف نام رہے ہیں جیسے ملتانی، بہاولپوری، ریاستی، اَچُوی، ڈیروی وغیرہ۔ تیس چالیس سال سے اس کے لیے سرائیکی کا نام استعمال ہو رہا ہے۔ ملتان، مظفر گڑھ، بہاولپور، رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان کے علاقوں کی زبانوں کو سرائیکی کا نام دیا گیا۔ یہ سندھی زبان کا لفظ ہے۔ اہلِ ملتان سرائیکی کو پنجابی سے الگ زبان قرار دیتے ہیں جبکہ اہلِ پنجاب اسے پنجابی کا لہجہ قرار دیتے ہیں۔ سندھی میں سرو کا مطلب شمالی علاقہ ہے۔

ہندکو:

یہ کسی مخصوص علاقے کی زبان نہیں۔ یہ دریائے سندھ کے دونوں کناروں کے لوگ بولتے تھے۔ پنجابی سے لسانی روابط رکھتی ہے۔ قدیم عرصے تک اِسے پنجابی ہی کہا جاتا رہا کیوں کہ یہ پنجاب سے باہر بولی جاتی ہے۔ اس لیے اسے علیحدہ زبان شناخت کیا جانے لگا۔ اسے پنجاب سے باہر کی پنجابی کہا جاسکتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ وادی سندھ کی تہذیب کی زبان ہے۔ موجودہ پنجاب اپنی جغرافیائی حدود میں تقسیم سے پہلے وسعت رکھتا تھا۔ اس میں وہ سارے علاقے شامل تھے جو آج ہندکو کا لسانی جغرافیہ ہیں۔

پنجاب سے باہر بولی جانے والی پنجابی

ہزارہ میں پنجابی کو ہزارے والی، کشمیر میں پہاڑی، ڈوگری، گوجری، سندھ کے بالائی حصے میں سرائیکی، بلوچستان میں جٹکی اور جگدالی، راجپوتانہ میں باگڑی، افغانستان میں کولورستانی، یورپ، امریکہ اور ایشیا کے کئی حصوں میں "چی"۔ یعنی پنجابی بولنے والے پوری دنیا میں موجود ہیں خواہ وہ پنجابی کو کسی بھی لہجے یا بولی میں ادا کریں۔ ایبٹ آباد کے اردگرد کے علاقے میں چھاچھی بھی بولی جاتی ہے۔

ڈوگری: ڈوگر کا مطلب 'پہاڑ' ہے۔ ڈوگری پہاڑی بھی کہلاتی ہے۔ کشمیر مقبوضہ کشمیر میں بولی جاتی ہے۔ پنجاب میں سیالکوٹ، نارووال، شکر گڑھ اور گورداسپور کے علاقوں کی پنجابی ہے۔

گوجری: یہ راجستھان سے لداخ تک اور کوہ ہمالیہ کے دامن میں خانہ بدوشوں کی پنجابی بولی، گوجر قبیلہ میں بولی جاتی ہے۔

کھیترانی یا جگدالی: ڈیرہ غازی خان کے مشرق کی طرف بلوچستان کے رہنے والے کھیتران قبیلے کی پنجابی بولی ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی بولی جاتی تھی۔ اکبر کے دور میں بلوچستان کی طرف دھکیل دیا گیا۔

سلیم خان لکھتے ہیں:

"میں نے بلتستان میں رہتے ہوئے سینکڑوں لوگوں کو پنجابی میں بات چیت کرتے دیکھا۔"(۹)

سکھی پنجابی اور گور مکھی رسم الخط

سکھوں نے پنجابی کے لیے گور مکھی اور مسلمانوں نے فارسی رسم الخط اپنایا۔ 'گُر' سے مراد "گورو" اور 'مکھ' سے مراد "منہ" جس کا مطلب ایسی زبان جو گرو کے منہ سے نکلی ہو وہ "گُر مکھی" کہلائی۔ دراصل یہ زبان نہیں بلکہ رسم الخط کا نام ہے۔ زبان کا نام پنجابی ہی ہے۔

ہندوستان میں پنجاب میں جتنا ادب پنجابی تخلیق ہو رہا ہے وہ سب گور مکھی میں لکھا جاتا ہے۔ پاکستانی پنجاب میں جس قدر ادب تخلیق ہو رہا ہے وہ شاہ مکھی یعنی فارسی رسم الخط میں تخلیق ہو رہا ہے یعنی فقیروں، درویشوں، صوفیوں، اللہ والوں، شاہوں کا کلام۔

شاہ جہاں اورنگ زیب کے زمانے کی کتابیں بھی فارسی رسم الخط میں ہیں یعنی مشرقی پنجاب کا ادب گور مکھی میں اور مغربی پنجاب (پاکستان) کا ادب شاہ مکھی رسم الخط میں۔ دونوں ممالک کے لوگ زبان ایک پنجابی ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی زبان پڑھ نہیں سکتے۔ عالمی پنجابی کانفرنسیں انعقاد پذیر ہوئیں اور اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے کہ دونوں ممالک کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آسکیں اور تخلیق ادب بھی پڑھا جاسکے۔ اس ضمن میں "پٹیالہ یونیورسٹی" کے پروفیسر صاحبان نے ایک ایسا سافٹ وئیر تیار کر لیا ہے جو صرف ایک بٹن دبانے سے شاہ مکھی رسم الخط کو گور مکھی رسم الخط میں اور گور مکھی رسم الخط کو شاہ مکھی رسم الخط میں تبدیل کر دیتا ہے۔

امید ہے مستقبل قریب میں دونوں صوبوں کی زبانیں سمجھ جانے لگیں گی۔ اس سافٹ وئیر سے پنجابی زبان سے محبت کرنے والے استفادہ کریں گے ایک دوسرے کے قریب آسکیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر، قومی زبان بحیثیت ذریعہ تعلیم، مشمولہ: فتحبھات اخبار اُردو، مرتبہ: ڈاکٹر معین الدین عقیل، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء، ص: ۱۴۱

۲۔ عبدالحق، مولوی، (مرتب) اردو انگریزی لغت، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۲ء، طبع پنجم، ص: ۲۰۴

۳۔ عبدالحمید، خواجہ بی اے، جامع اللغات، جلد سوم، لاہور: جامع اللغات کمپنی، س ن، ص: ۲۴۷

۴۔ انسائیکلو پیڈیا آف پنجاب، ص: ۱۴

۵۔ حمید اللہ ہاشمی، مختصر تاریخ زبان وادب پنجابی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء، ص: ۵۹

۶۔ انسائیکلو پیڈیا آف پنجاب، ص: ۱۴۵

7- R. G. Lathem, Enthnology of India, P. 2677

۸۔ سلیم خان گی، پنجابی زبان و ارتقاء، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۸۵

۹۔ احمد حسین قریشی، ڈاکٹر، پنجابی ادب کی مختصر تاریخ، لاہور: مکتبہ مری لائبریری، ۱۹۶۴ء، ص: ۱۸